بسم اللہ الرحمن الرحیم

# نظرات

یوپی میں اردو کے دستخطوں کی مہم جس زور شور سے اٹھی۔ اور یہ تحریک جس جوش و خروش کے ساتھ چلی تھی اس کو دیکھکر توقع ہوتی تھی کہ معینہ تاریخ سے بہت پہلے ہی یہ کام ختم ہوجائیگا۔ لیکن حال کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اس کام نے اپنی آدھی منزل بھی طے نہیں کی ہے۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو آپ خود سمجھ لیجئے کہ جس قضیہ کی مبتدا یہ ہو اس کی خبر کیا ہوگی۔ ایک طرف اردو کے حامیوں کی سست گامی کا حال یہ ہے اور دوسری جانب اسکولوں میں ہندی کی تیز رفتاری کا یہ عالم ہے کہ ابھی پچھلے دنوں راقم الحروف کو تین سال کے بعد اپنے وطن میں دو ڈھائی مہینہ قیام کرنے کا اتفاق ہوا تو یہ دیکھکر سخت حیرت ہوئی کہ خود میرے خاندان کے بچے جو اسکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں ان کا اوڑھنا بچھونا ہندی بن گئی ہے۔ ہندی ہی پڑھتے ہیں۔ اسی زبان میں لکھتے ہیں اور اردو کی معمولی شد بدھ بھی ان کو نہیں ہے۔

ہندی میں مہارت بہم پہونچانا اور اس میں اعلیٰ قابلیت پیدا کرنا کوئی بری بات نہیں۔ بلکہ اس کے ریاستی زبان ہوجانے کے بعد نہایت ضروری ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہی بچے جب اردو سے بیگانہ ہوں گے تو آئندہ ان سے تو اس کی توقع ہرگز نہیں ہوسکتی کہ یہ اردو کی حفاظت و بقا یا اس کو ترقی دینے کا بندوبست کریں اور اس سے کوئی دلچسپی لیں۔ بس اب رہ گئے صرف ہم اور آپ یعنی بقیۃ السلف۔ جنھوں نے اردو زبان کے ماحول اور فضا میں تربیت پائی ہے اور اس لئے ان کو اس زبان کی عظمت کا احساس ہے اور اس کے ساتھ دلچسپی و شفقت بھی ہے لیکن جب خود ہمارا حال یہ ہے کہ اسکولوں میں نہ سہی۔ پرائیویٹ طور پر بھی اپنے بچوں کو اردو پڑھانے کا بندوبست نہیں کرتے۔ اور جب کہ ہم نے بھی مقصد صرف یہ ہی بنالیا ہے کہ ملک کے عام نظام تعلیم کے مطابق ہمارے بچے تعلیم پا جائیں اور بس!

تو پھر ظاہر ہے کہ اردو کے لئے یہ ساری ہنگامہ آرائی اور اس کے غم میں یہ نوحہ گری و اشک فشانی آخر کیا فائدہ پہونچا سکتی ہے۔ زبانیں صرف حکومت کے سہارے اور اسکولوں اور کالجوں کے نصابِ تعلیم میں شامل ہونے کے بل بوتہ پر ہی زندہ نہیں رہتی ہیں۔ اہلِ زبان کا عزم اور ان کی ہمت و استقلال اس زبان کی بقا کی سب سے بڑی ضمانت ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو ہماری پست ہمتی اور شکست خوردگی کا عالم یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں اور بچیوں کے لئے پرائیویٹ طور پر یا کسی ایک محلہ دار اسکیم کے ماتحت اردو کی تعلیم کا بھی انتظام نہیں کرسکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ اردو کی کتابیں روز بروز بازار سے غائب ہوتی جا رہی ہیں۔ ایک کتاب کا اڈیشن ختم ہو جاتا ہے تو ناشر خدا کا شکر ادا کرتا ہے اور پھر اس کو دوسرا اڈیشن چھاپنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ مشاہیر شعرائے اردو کے دواوین، بلند پایہ مصنفین کی قلمی یادگاریں۔ یہ سب ہمارا بیش قیمت قومی اور ثقافتی سرمایہ ہیں۔ اگر یہ ہی کبریتِ احمر بن گیا تو آئندہ نسلوں کے لئے غالبؔ اور ذوقؔ۔ مومنؔ اور داغؔ حالیؔ اور اقبالؔ وغیرہم ایسے سینکڑوں اکابرِ علم و فن کے نام ایسے ہی متبرک ہو جائیں گے جیسے کہ آج ہمارے لئے امیرؔ خسرو، سعدیؔ و حافظ۔ اور فیضیؔ و عرفیؔ اور نظیریؔ و آملی کے ہیں۔"

جس زبان کو آپ عوامی زبان کہتے ہیں یعنی آسان ہندی۔ یا آسان اردو۔ یا ہندوستانی؟ ہاں بیشک یہ عام بول چال کی زبان ہے اور وہ جلد مٹنے والی نہیں! لیکن سوال یہ ہے کہ آپ جس زبان کو یوپی کی ایک علاقائی زبان منوانا چاہتے ہیں یا جس کے ادبی سرمایہ پر آپ کو ناز و افتخار ہو وہ ہندوستانی زبان ہے یا اردو! اگر اردو ہے تو آپ یقین کیجئے کہ یہ صرف ہندوستانی کے عوامی زبان ہونے کے سہارے زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس کے لئے تو آپ کو باقاعدہ اپنے بچوں اور بچیوں کو اس کی تعلیم دینی ہوگی! اور اس میں نشر و اشاعت کا سامان کرنا ہوگا!!

بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ ہماری قوم سے تعمیری کام کرنے کا ذوق بالکل مفقود ہو گیا ہے ہم صرف نعرہ بازی اور ہنگامہ آرائی کے اور اپنے اوپر بھروسہ کرنے کے بجائے دوسروں سے درخواستیں کرنے اور ان کی شکایتیں کرنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے مان لیجئے کہ تمام اسکولوں اور

کالجوں کے دروازے اردو زبان پر بند کر دئے گئے ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ کیا آپ اس صورت حال پر قائم ہو کر بیٹھ جائیں گے ؟ آخر اسکولوں میں قرآن مجید بھی تو نہیں پڑھایا جاتا۔ پھر آپ مکتب میں یا گھروں پر بچوں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم کا انتظام کرتے ہیں یا نہیں ؟ پس کیا اسی طرح آپ یہ نہیں کر سکتے کہ محلہ بمحلہ اردو کا ایک مدرسہ شبینہ کھول دیں اور معقول تنخواہ پر اس طرح کے مدارس کے لئے آپ ایسے اساتذہ کی خدمات حاصل کریں جن کو واقعی اردو زبان کے ساتھ شغف و گرویدگی ہو اور جو بچوں کے دلوں میں اس زبان کی محبت اور عظمت چند روز میں ہی پیدا کر دیں ! اسکولوں اور کالجوں میں باقاعدہ (ریگولر) کلاسوں کے علاوہ ایک دو کلاسیں بے قاعدہ بھی ہوتی ہیں ۔ مثلاً یو۔ ٹی۔ سی ۔ سوشل سروس ۔ مڈیکل فرسٹ ایڈ ۔ وغیرہ ! تو اگر طالب علم ان کلاسوں کے لئے وقت نکال سکتے ہیں اور ان کی وجہ سے ان کی اصل تعلیم کو کوئی نقصان نہیں پہونچتا تو روزانہ یا کم از کم ہفتہ میں پانچ دن ایک گھنٹہ یومیہ کے حساب سے اردو کی تعلیم پر وقت صرف کرنا ان کی اصلی تعلیم کو کس طرح نقصان پہونچا سکتا ہے !

حالات جو کچھ ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں۔ لوگوں کے جو جذبات وخیالات ہیں اور جو ذہنیتیں ہیں اور جس طرح آجکل سرکاری احکام پر عمل درآمد ہوتا ہے وہ بھی سب آپ کو معلوم ہے ۔ پھر ذرا سوچیے کہ ان حالات میں محض شکوہ شکایت کرتے رہنا محضرنامے بھیجنا ۔ داد فریاد کرنا ۔ داویلا مچانا کیا اثر پیدا کر سکتا ہے ۔ اب وقت ہے کہ آپ خود خدا پر توکل کر کے اپنے بل بوتہ پر زندگی بسر کرنے کی خو پیدا کریں اور جس کام کو اپنے لئے ضروری اور مفید سمجھتے ہیں اس کا انتظام خود کریں ۔ کوئی قوم محض گداگری کے ذریعہ اپنی تعمیری مشکلات کو حل نہیں کر سکتی ہے ——

والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی وفات پر جن بزرگوں اور دوستوں نے تعزیتی خطوط ارسال کئے تھے میں فرداً فرداً ہر ایک کو اس کا جواب لکھ چکا ہوں تاہم برہان کے ذریعہ ان سب حضرات کی دلی ہمدردی و غمگساری کا یکجائی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ میں ان کی محبت و خلوص کا بدلہ دینے سے عاجز ہوں اللہ تعالیٰ ان سب کو مجھ گنہگار کی طرف سے انکے اس خلوص کا اجر جزیل عطا فرمائے آمین ۔ ساتھ ہی ان دوستوں سے معذرت خواہ ہوں جنھوں نے برنبائے تعلق قطعات تاریخ وفات لکھکر بھیجے مگر میں ان کی اشاعت پسند نہیں کرتا ۔